آہ؛ پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمۃ اللہ علیہ

ملک عبدالرشید عراقی سوہدرہ

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی

قیس کی موت تنہا ایک آدمی کی موت نہیں اس کے مرنے سے تو پوری قوم کی عمارت گر پڑی

شکوہ اللہ سے ہے۔ لوگوں سے نہیں میں دیکھتا ہوں کہ زمیں کی آبادیاں جوں کی توں قائم ہیں اور دوست ہیں کہ چلے جا رہے ہیں دوستو؛۔ موت کے سوا کوئی اور مصیبت ہوتی تو اس کا گلہ اور چارہ سازی بھی ہوتی موت پر کیسا گلہ؟

علمی وادبی حلقوں میں بالعموم اور جماعت اہلحدیث میں بالخصوص یہ خبر حزن وملال کے ساتھ سنی گئی کہ فیصل مسجد اسلام آباد کے خطیب' دعوت اکیڈمی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ڈائریکٹر جنرل اور پبلک لائبریریز پنجاب کے سابق ڈائریکٹر پروفیسر عبدالجبار شاکر 13 اکتوبر 2009ء کی صبح کو اسلام آباد کے ایک ہسپتال میں بائی پاس آپریشن کے دوران انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم ومغفور یگانہ روز عالم' شیوا بیان مقرر' شعلہ نوا خطیب اور بلند پایہ محقق ومورخ' سحر طراز ادیب ونقاد اور مبصر تھے۔ اسلامی تاریخ پر انکو عبور کامل تھا اور پھر اسلامی تاریخ کا وہ حصہ جس کا تعلق سیر و سوانح سے ہے وہ تو گویا انہیں از بر تھا پروفیسر صاحب اردو زبان کے مایہ ناز ادیب تھے کئی سالوں سے تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے درس نظامی کے فاضل ہونے کے علاوہ اردو میں ایم اے تھے ایل ایل بی کا امتحان بھی امتیازی نمبروں میں پاس کیا ہوا تھا۔ اور اقبالیات میں ایم فل تھے وقت کی تمام علمی و دینی' قومی وملی اور سیاسی تحریکوں کے قیام کے پس منظر سے واقف تھے ابتداء میں مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے ساتھ رہے قدرت کی طرف سے بڑے اچھے دل ودماغ لے کر پیدا ہوئے تھے روشن فکر' درد مند دل اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا شعر وسخن کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا عربی' فارسی اردو تینوں زبانوں کے ادب کا اعلیٰ اور

ستھرا مذاق رکھتے تھے۔ لغت اور قواعد پر ان کی گہری نظر تھی۔ وہ اردو کے بلند پایہ اور فطری انشا پرداز تھے۔ قلم برداشت تحریر پر ان کو عجیب ملکہ حاصل تھا۔ تحریر میں برجستگی، سلاست اور روانی ہوتی تھی۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر نے مستقل کوئی کتاب تصنیف نہیں کی لیکن سینکڑوں کتابوں کے مقدمات، دیباچے اور تعارف لکھے۔ ان کے مقدمات، دیباچے اور تعارف پڑھنے سے ان کے ذوق مطالعہ، علمی تبصرہ اور وسعت معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔

دینی غیرت کے معاملہ میں پروفیسر صاحب ایک زندہ مثال تھے حق کے معاملہ میں کسی قسم کی معمولیسمداہنت کو بھی وہ جائز نہیں سمجھتے تھے حق گوئی اور بیباکی ان کی امتیازی صفت تھی لگی لپٹی بات کرنے کے وہ عادی نہ تھے ہمیشہ کھری اور دوٹوک بات کیلئے، جس بات کو حق سمجھتے۔ اس کو پوری قوت اور زور کے ساتھ پیش کرتے اور اسی شدت سے اس پر قائم رہتے اور جس بات کو غلط سمجھتے۔ برملا اس کو غلط کہتے اس معاملہ میں کسی عزیز اور دوست کی بھی رعایت نہ کرتے، اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب کو مداہنت فی الدین سے پاک بنایا تھا۔ یہ ان کے کردار کی سب سے بڑی خصوصیت تھی۔ تکبر و غرور کیا تو ں سے انہیں سخت نفرت تھی وہ اپنی مدح اور ستائش بھی سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی فراست بھی بخشی تھی وہ بڑے مردم شناس تھے۔ پہلی ہی نظر میں انسان کو بھانپ لیتے تھے کہ یہ علم کا آدمی ہے۔

پروفیسر صاحب علمی خوبیوں کے ساتھ ساتھ نہایت محبوب شخصیت رکھتے تھے۔ جس دوست سے ایک مرتبہ ملے اسے ہمیشہ کے لئے گرویدہ بنالیا اپنے مسلک اہل حدیث میں بہت متشدد تھے جب تک زندہ رہے اس کی اشاعت و تبلیغ میں کوشاں رہے کتاب دوستی میں ان کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی حبیب پارک متصل منصورہ ملتان روڈ لاہور میں ''بیت الحکمت'' کے نام سے پانچ منزلہ عمارت میں ان کی بہت بڑی لائبریری ہے جس میں بے شمار مخطوطات اور نایاب کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چار ہزار سے زائد کتابیں ہیں

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ سے انہیں قلبی تعلق تھا۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ کا ذوق مولانا عطاء اللہ مرحوم ہی سے پایا تھا مگر آہ! فرشتہ اجل نے انہیں جلد ہی اپنے دامن میں لے لیا۔

داغ فراق محبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

☆......☆......☆......☆